

باب ۹

مفروضات اور تحقیق میں ان کی اہمیت

باب ۹

مفروضات اور تحقیق میں ان کی اہمیت

مفروضات کا مفہوم

مفروضات، مفروضہ کی جمع ہے۔ اسے فرضیہ بھی کہتے ہیں۔ مفروضہ یا فرضیہ کی فن تحقیق کے ماہرین نے مختلف تعریفیں کی ہیں۔ بعض تو عام فہم ہیں اور بعض علمی و فنی الفاظ میں ہیں۔ ذیل میں ان ہی کا جائزہ لیا جاتا ہے:

آسان الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ روزمرہ زندگی کے معمولات میں رائے (Opinion) کا لفظ کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ شروع میں محقق زیر تحقیق مسئلے کے حل کے لیے کوئی ایک رائے یا چند آراء قائم کرتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو فرضیہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے (۱)۔

سادہ اور پیچیدہ مسائل کے لیے فرضیات (Hypotheses) کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کے اطلاق کی مثالیں ہمیں روزمرہ معمولات میں ملتی ہیں۔ وضاحت کے لیے یہاں ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ فرض کیجیے کہ آپ کام کرنے کی میز پر گئے۔ اور دیکھا کہ میز پر رکھا ہوا بلب روشن نہیں ہو رہا۔ اس صورت حال کے بارے میں کئی خیالات یا سوالات ذہن میں آئے:

۱۔ کیا بلب جل گیا ہے؟ ۲۔ پلگ (Plug) نہیں لگا ہو؟ ۳۔ کہیں سے تار ٹوٹی ہوئی ہے؟

اب ان خیالات کی جانچ پرکھ کے لیے بلب کو دوسرے لیپ میں لگا کر دیکھا تو وہ روشن ہو گیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلا فرضیہ غلط ثابت ہوا۔ دوسرے فرضیے میں آزما کر دیکھا تو وہ بھی غلط نکلا۔ آخر تیسرے فرضیے کی جانچ پرنتال سے معلوم ہوا کہ یہ درست ہے۔ دراصل تار ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔ اس وجہ سے برقی رو نہیں آ رہی اور نتیجہ کے طور پر بلب روشن نہیں ہوتا۔ فرضیات سے ہمیں ایسی روشنی ملتی ہے جس کی وجہ سے سائنسی انداز سے مسائل کے حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے (۲)۔

فرضیہ کی علمی و فنی تعریف

علمی اور فنی الفاظ میں فرضیہ کی تعریف یہ ہے: ”فرضیہ ایک آزمائشی اور توشیحی بیان ہوتا ہے جو دو یا دو سے زیادہ متغیرات (Variables) کے تعلق کے بارے میں موجود ہوتا ہے۔ اس تعلق کا تجرباتی طور پر مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ فرضیہ تحقیق کا ایک اہم ذہنی آلہ ہوتا ہے، اس کی حیثیت ایک سائنسی اندازے کی ہوتی ہے جو کسی عملی یا نظری مسئلے سے متعلق متغیرات کے تعلق کے بارے میں قائم کیا جاتا ہے۔ فرضیات وجدان یا نظریات سے اخذ کیے جاسکتے ہیں اور ان متعلقہ حقائق سے بھی ماخوذ ہوتے ہیں جو سابقہ مشاہدات، تحقیق یا تجربے سے حاصل ہوتے ہیں۔ فرضیات بعض مظاہر کی توضیح کرتے ہیں، تحقیقی معلومات اور ان کے تجزیہ کے لیے راہ نمائی فراہم کرتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دو یا دو سے زیادہ متغیرات کے درمیان تعلق کی آزمائش کی جائے۔ سائنسی مطالعے میں فرضیہ کا اہم کام یہ ہوتا ہے کہ وہ تحقیقی معلومات کی جمع آوری میں راہ نمائی کرے اور بعد میں نئے علم کی دریافت میں مدد دے“ (۲)۔

ہل وے (Hillway) نے فرضیہ پر لغوی بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: ”لغت کے اعتبار سے فرضیہ اس کو کہا جاتا ہے جو نتیجہ یا نظریے سے کم یا کم یقینی ہوتا ہے۔ یہ ایک معقول اندازہ (قیاس) ہوتا ہے جس کی بنیاد اس شہادت پر ہوتی ہے جو اندازہ لگانے کے وقت موجود ہوتی ہے۔ محقق دوران تحقیق کئی فرضیات بنا سکتا ہے یہاں تک کہ وہ آخر میں ایک ایسا فرضیہ پالیتا ہے جو زیر تحقیق صورت حال سے بہت زیادہ مناسبت رکھتا ہے یا جو تمام معلومات کی توضیح نہایت عمدہ طریقے سے کرتا ہے۔ اس طرح فرضیہ اس مطالعے سے ماخوذ سب سے بڑا نتیجہ بن جاتا ہے“ (۳)۔

نتیجہ

مندرجہ بالا تعاریف سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مفروضہ، نظریے کے وجود میں آنے سے پہلے وجود میں آتا ہے۔ یہ اصل نظریے کی ابتدائی صورت ہوتا ہے۔ اس میں کسی نظریے کے ابتدائی ضد و خال کی ایک شکل دیکھی جاسکتی ہے۔ اس لحاظ سے مفروضہ، محقق کے لیے کام

کرنے کی ایک بنیاد فراہم کرتا ہے اور اس سے وہ اپنے قائم کردہ مفروضے کی صداقت کا جائزہ لیتا ہے۔ مختلف واقعات، حقائق اور تجربات سے وہ اسے ثابت کرتا ہے اور اگر تحقیقی عمل میں کسی مفروضے کی صداقت کا ثبوت نہ مل سکے تو محقق ایسے مفروضے کو رد کر دیتا ہے یا تحقیق میں کوئی دوسرا مفروضہ بن جائے اور اس کی صداقت کے لیے مناسب مواد بھی حاصل ہو جائے تو محقق اس نئے مفروضے کو ایک نظریہ کی شکل میں پیش کر دے گا (۴)۔

ڈاکٹرش۔ اختر مفروضات اور ان کی نوعیت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مفروضہ ایسا کردار کو حقائق اور اعداد و شمار کی ایک وسیع و عریض دنیا میں ملے آتا ہے، جہاں اسے اپنے کام کے مواد کا انتخاب کرنا ہے۔ یہ مواد ایسا ہوتا ہے جو معنویت سے پر ہوتا ہے اور جو مسائل کے حل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مواد کی صرف فراہمی تحقیق کے مسائل کو حل نہیں کرتی بلکہ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ مثبت اور منفی مواد الگ الگ حاصل کیا گیا ہو تاکہ اپنے نقطہ نظر کی تردید اور تائید میں مدد مل سکے۔ نقطہ نظر کی دنیا مفروضات کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے بغیر کسی قسم کی تحقیق ممکن نہیں“ (۵)۔

تحقیق میں مفروضہ کی اہمیت

تحقیق کی دنیا میں اس وقت جتنے بھی نظریے رائج ہیں وہ آغاز ہی میں ایک نظریے کی شکل میں وجود میں نہیں آئے تھے بلکہ نظریہ بننے سے پہلے ان کی جو ابتدائی صورت تھی اسے ”مفروضہ“ کا نام دیا جاتا ہے۔

دارون کا نظریہ ارتقاء فوری طور پر نظریہ نہیں بن گیا تھا بلکہ اس نظریے کو پہلے اس نے ایک مفروضے کی شکل دی اور اس میں تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب وافر مقدار میں اس نے تحقیقی مواد فراہم کر لیا تو اس مفروضہ کی صداقت کو ثابت کر دکھایا اور یہ مفروضہ ثبوت ملنے کے بعد ایک نظریے کی شکل اختیار کر گیا۔

مشہور نفسیات دان سی۔ جی۔ یونگ (C.G. Jung) نے اپنی ابتدائی تحقیق میں شعور اور اجتماعی الشعور کے نظریات کو ایک مفروضہ کے طور پر اختیار کیا۔ اس کے بعد اس کی تحقیقی رازمیوں اور مفروضے کے ثبوت اور حقائق ملنے پر اس نے اس مفروضے کو ایک نظریے کی شکل دی۔

اسی طرح سے ہم یہ جائزہ لے سکتے ہیں کہ جدید علوم میں رائج تمام نظریات اپنی ابتدائی شکل میں مفروضے کی حیثیت رکھتے تھے اور یہی مفروضے تحقیق، تجربات و مشاہدات کے مراحل طے کرنے کے بعد جب صحیح ثابت ہو گئے تو نظریات بن گئے۔

مفروضے اور نظریے کے درمیان جو تعلق ہے، وہ ہمیشہ جاری رہنے والا ہے۔ آج بھی بے شمار مفروضے مختلف علوم و فنون میں موجود ہیں اور محققین ان کی صداقت کا جائزہ لے رہے ہیں اور جو بھی تحقیق کے ضروری مراحل پورے ہوں گے، یہ مفروضے نظریے کہلا سکیں گے۔

ادب میں بھی یہی صورت حال ملتی ہے، ملامہ اقبال کے نظریات، مثلاً: خودی، نظریہ فرس، نظریہ عشق اور بعض دوسرے نظریے مفروضے کی منزلیں طے کر کے نظریات بنے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو مفروضے کی اہمیت واضح ہوتی ہے (۶)۔

فرضیہ کی اہمیت اس اعتبار سے بھی ہے کہ یہ "..... تحقیق کے لیے راہ نمائی فراہم کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ کون سے حقائق تحقیق سے متعلق ہیں اور کون سے غیہ متعلق ہیں، یعنی کس قسم کی معلومات کو جمع کرنا چاہیے۔ فرضیہ یہ بتاتا ہے کہ معلومات کی نوع و آوری کے لیے کس قسم کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس طرح تحقیق کرنے والا ان طریقوں کو ترک کر دیتا ہے جو ایسے مواد کی فراہمی نہیں کر سکتے جو فرضیہ کی جانچ پرکھ کے لیے مطلوب ہوتا ہے، اور آخر میں اس طریق کار کا نظام (Framework) فراہم کرتا ہے جس کے ساتھ معلومات کا تجربہ کیا جاتا ہے، ان کی توضیح کی جاتی ہے اور پھر نتائج نکالے جاتے ہیں" (۷)۔

وان ڈیلن (Wan Dalen) نے فرضیہ کو اس نقشے سے تشبیہ دی ہے جو زیر تحقیق مظاہر کی دریافت کے لیے راہ نمائی فراہم کرتا ہے اور تحقیق کے عمل کو تیز کرتا ہے۔ سید جمیل احمد رضوی نے اسی مصنف کے حوالے سے فرضیہ کی اہمیت درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کی ہے: (۸)۔

۱۔ مسائل کی نشاندہی

فرضیہ کے بغیر محقق مسئلے کے بارے میں سطحی اور عام سی تحقیق کر کے اپنا وقت ضائع کر سکتا ہے۔ فرضیہ قائم کرنے کے لیے کسی مسئلے کے بارے میں تمام واقعی اور نظری حقائق کا بغور

معائنہ کرنا پڑتا ہے۔ ان کا باہمی تعلق تلاش کرنا ہوتا ہے اور متعلقہ انٹرمیشن کو الگ کر کے اس طرح جوڑا جاتا ہے کہ وہ تمام عناصر کا احاطہ کرنے والا بیان بن جاتا ہے۔ فرضیہ بنانے کا عمل، اس سے نتائج نکالنا اور استعمال کیے گئے الفاظ کی تعریف کرنا۔ یہ سب تحقیق میں سوئ مسائل کی وضاحت کرتے ہیں اور زیر تحقیق مسئلے کو ایک واضح شکل و صورت دیتے ہیں۔

۲۔ حقائق کے ساتھ مناسبت

سائنسی علم کی بنیاد منتخب حقائق پر ہوتی ہے۔ تحقیق میں حقائق کا انتخاب بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کسی مسئلے کے متعلق بغیر کسی مقصد کے بہت سی معلومات جمع کر لینا بے کار ہوتا ہے، کیونکہ بے شمار امکانات ان کا استعمال کرنے سے روکتے ہیں۔ فرضیہ یہ معلوم کرنے میں محقق کی مدد کرتا ہے کہ کون سی معلومات جمع کی جائیں اور اس کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ فیصلہ کرنے کے متنی معلومات مطلوب ہیں تاکہ نتائج کو مناسب طریقے سے آزمایا جاسکے۔ فرضیہ کے بغیر محقق غیر معین تحقیق، جو آزمائش و خطا کے عمل سے گزرتی ہے، میں سست رفتاری سے کام لیتا ہے اور اس امر کا امکان ہوتا ہے کہ وہ غیر متعلقہ معلومات کے بوجھ تلے مایوسی کے ساتھ اپنی اختصار کا شکار ہو جائے۔ اس صورت حال میں شاید مسئلے کے کامیاب حل کے لیے اس کو کبھی بھی راہ نمائی نہ مل سکے۔ فرضیہ محقق کی کوششوں کو زرخیز ذرائع کی جانب موڑ دیتا ہے۔

۳۔ طریق تحقیق کی نشاندہی

فرضیہ صرف یہی نہیں بتاتا کہ زیر تحقیق مسئلے کے بارے میں کون سی معلومات درکار ہیں، بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ ان کو جمع کس طرح کرنا ہے یعنی ان کی جمع آوری کے لیے کون سا طریق تحقیق اختیار کیا جائے گا۔ اچھے طریقے سے بنایا گیا فرضیہ بتاتا ہے کہ اس مسئلے پر کس طرح کام کیا جائے گا۔ معلومات کی جمع آوری کے لیے کون سا طریقہ فیہ متعلق ہے اور کون سا متعلق ہے۔ کن لوگوں سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ ان کی آزمائش کس طرح کرنی ہے، اور اس کے لیے کون سے آلات درکار ہیں۔ کون سے کام کرنے ضروری ہیں، کون سے شماریاتی طریقے موزوں ہیں۔ فرضیہ جن واقعات، حقائق اور حالات کے بارے میں پیش گوئی کرتا

ہے، ان کے بارے میں معلومات کہاں سے لینی ہیں۔

۴۔ فرضیات کی بتائی ہوئی وضاحتیں

تحقیق کا جدید سائنسی طریق کار، حقائق کی نوع، توری یا ان کی سطحی خصوصیات کے لحاظ سے درجہ بندی اور وضاحت سے آگے بڑھتا ہے۔ تحقیق صرف اس بات کا نام نہیں کہ امراض کے بارے میں علامات کو اکٹھا کیا جائے، یا جراثیم طرز عمل کے خصوصیات کو نوع کیا جائے، یا بچوں کے جرائم سے متعلق حقائق کو اکٹھا کیا جائے بلکہ ان کے پیچھے جراثیمات کو تلاش کرنا ہوتا ہے جو ان کے رونما ہونے کا باعث بنتے ہیں۔ علم میں غلطی کو پر کرنے کے لیے محقق بڑی چابکدستی اور مہارت سے معلوم حقائق و تعلقات کو قوت بخشد (خیال افروزی، Imagination) سے جورتا ہے تاکہ زیر تحقیق مظاہر کے بارے میں عارضی وضاحتیں پیش کی جائیں۔ یہ فرضیات، جن کو مسلمہ حقائق اور تخیل کی قوت پر واز سے بنایا جاتا ہے، محقق کو نامعلوم کی دریافت اور وضاحت کرنے کے لیے نہایت مدد فرمید یا آہ فراہم کرتے ہیں۔

۵۔ نتائج کے لیے فریم ورک کی فراہمی

اگر فرضیہ بنا کر کام کیا جائے تو محقق کو حسب ضرورت ایک ایسا فریم ورک مل جاتا ہے جس میں رہتے ہوئے وہ نتائج بیان کر سکتا ہے۔ فرضیہ ایسا ڈھانچہ (Framework) فراہم کرتا ہے جس کی وجہ سے نتائج کو مدد اور معنی فیز حاصل ہوتے ہیں کیا جاتا ہے۔ اگر زیر غور حقائق کے بارے میں پہلے سے کوئی پیش گوئی فرض نہیں کی جاتی، تو نوع کیے ہوئے حقائق کو موقع نہیں ملتا کہ وہ کسی چیز کی تصدیق یا تردید کر سکیں۔ سائنسی نگاہ میں محقق پہلے شرط لگاتا ہے، پھر قرعہ اندازی کرتا ہے، نہ کہ وہ پہلے قرعہ اندازی کرتا ہے اور پھر شرط لگاتا ہے۔

۶۔ مزید تحقیق کے لیے تحریک

ایک اچھا فرضیہ صرف زیر غور مطلب کی وضاحت ہی نہیں کرتا بلکہ وہ ایک ذہنی لہجہ (Lever) کے طور پر کام کر سکتا ہے جس سے محقق اپنے بہت سے نئے مربوط حقائق معلوم کر پاتا ہے جن کو دوسری وضاحتوں میں یا مجموعی نوعیت کی وضاحتوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ فرضیہ

کئی بھی آخری اور حتمی بیان کی حیثیت سے آئے نہیں ہوتا (پیش نہیں کیا جاتا) جیسا کہ میکس ویبر (Max weber) نے کہا: ”یہ پرانا ہو جانے والا اور پیچھے رہ جانے والا ہوتا ہے۔“ یہ وہ کلید ہے جو نامعلوم تک رسائی کا باعث بنتی ہے، ہمیں ایک مسئلے سے دوسرے مسئلے کی طرف لے جانے والی ہوتی ہے، درمیانے درجے کی وضاحتوں سے زیادہ عمدہ تعمیری اور نظری سکیموں کی طرف لے جاتی ہے جو لاکھوں علم کی سرحدوں پر نئے اور متحرک شعبوں کی نشاندہی کرتی رہتی ہے۔

اچھے فرضیے کے خصائص

ایک اچھے فرضیے کو درج ذیل خصائص کا حامل ہونا چاہیے:

- ۱۔ اس کو معقول ہونا چاہیے۔
- ۲۔ اس کو معلوم حقائق یا نظریات کے ساتھ مطابقت رکھنی چاہیے۔
- ۳۔ اس کو اس انداز سے بیان کیا جائے کہ (اسے) آزمائش کے مرحلے سے گزارا جاسکے اور اس کو درست یا غلط ثابت کیا جاسکے۔
- ۴۔ اس کو آسان ترین الفاظ و اصطلاحات میں بیان کیا جاتا چاہیے (۹)۔

گولڈر (Goldhor) نے فرضیے کے تین اور خصائص گنوائے ہیں:

- ۱۔ فرضیے کی نوعیت آفاقی ہونی چاہیے یعنی متغیرات کے درمیان زیر غور تعلق محدود نہ ہو۔
- ۲۔ اس کو غیر متغیر (Invariant) ہونا چاہیے۔ یہ وقت کے ساتھ تبدیل نہ ہوتا ہو۔
- ۳۔ فرضیہ علت (Cause) کو بیان کرنے والا ہو، یعنی وہ ایسا تعلق بتائے جس میں وجہ یا علت بیان کی گئی ہو (۱۰)۔

فرضیہ لکھنے کے متعلق چند تجاویز

فرضیہ تحقیق کے ماہرین نے چند تجاویز پیش کی ہیں جن سے فرضیے لکھنے میں مدد و راہ نمائی ملتی ہے، وہ تجاویز یہ ہیں:

- ۱۔ تمام متعلقہ سوچ کا جائزہ لینے کے بعد فرضیہ لکھنا چاہیے۔ یہ جائزہ بتائے گا کہ پہلے محققین نے کیا کام کیا ہے، کون سے تکنیکیں (Techniques) استعمال کی گئیں، ان

- ۱۔ میں سے کون سی مفید ثابت ہوئیں اور کون سی بے کار۔ سچے کے جائزے سے بھی فرضیے کو بنانا اور آزمانا وقت کو ضائع کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔
- ۲۔ فرضیات عام طور پر تحقیقی مقالے کے پہلے باب میں لکھے جاتے ہیں۔ مطلوبہ رپورٹوں میں فرضیات لڑچکے کے مختصر جائزے کے بعد بیان کیے جاتے ہیں۔
- ۳۔ فرضیات کو لکھنے کا انداز یہاں یہ ہونا چاہیے نہ کہ سوایہ۔
- ۴۔ عام طور پر محقق کے پاس آزمانے کے لیے ایک سے زیادہ فرضیات ہوتے چاہئیں۔ لڑچکے کے جائزے کو ایسی شہادت فراہم کرنی چاہیے کہ کیا مجوزہ فرضیے سے اہم نتائج برآمد ہوں گے یا نہیں۔
- ۵۔ فرضیات کو (متغیرات کے درمیان) اہم اختلاف یا اہم تعلقات کی نشانی کوئی کرنی چاہیے۔ فرضیے کی غیر متعلقہ قسم (Null Form) کو مموہ طریقہ ہائے تحقیق کے باب میں اور پھر ”نتائج“ کے باب میں بیان کیا جاتا ہے۔
- ۶۔ مقالے میں بیان کیے گئے فرضیے میں ہر لفظ (Term) کی واضح طور پر تعریف کر دینی چاہیے۔ اگر زیادہ الفاظ و اصطلاحات کی تعریفیں کرنا مقصود ہو تو وہ ایک ایک کرتے ہیں کچھ دینی چاہئیں۔ اس حصے کا عنوان ”الفاظ کی تعریفیں“ رکھا جاسکتا ہے اور اس و فرضیے کے بیان کے بعد فوراً آنا چاہیے (۱۳)۔

ہر قسم کی تحقیق میں مفروضے کی ضرورت نہیں پڑتی

وہ تحقیق جو محض حقائق کی تلاش پر مبنی ہے، اس میں ہی مفروضے کی ضرورت نہیں ہوتی، مثلاً کسی کتب خانے کے مخطوطات کی وضاحتی فہرست یا کسی مضمون پر کتابیات تیار کرنا۔ اس سلسلے میں مفروضے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے لیکن وہ تحقیق جو تنقیدی تشریح و تالیف کا ہر ماحرقی ہے، اس میں مفروضے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر ایسے تحقیقی کام میں مفروضہ ضرور تو لایا جاتا ہے تاکہ تحقیق کے بارے میں ایک نقطہ نظر تشکیل پائے (۱۴)۔ اس ضمن میں مائرس ہل وے (Tyrus Hillway) کہتے ہیں:

”جب مطالعہ کا مقصد صرف معلومات و حقائق کو پا کر ہوتا ہے تو پھر بعض اوقات فرضیے ہ

کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اگر محقق کسی شہر یا قوم کی تاریخ پر کام کر رہا ہو، کسی شخصیت پر تحقیق کر رہا ہو یا اسانید کے موجودہ تنخواہوں کے مدارج پر کام کر رہا ہو، تو اس کا مقصد صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ حقائق کیا ہیں۔ اگر محقق کتابیات مرتب کر رہا ہو، کوئی اشاریہ بنا رہا ہو یا اسی قسم کی کوئی فہرست بنا رہا ہو تو پھر بھی فرضیہ کا فائدہ نہ ہوگا۔

- ۲۔ ”بہت سے اعلیٰ درجے کی تحقیق میں نہ صرف حقائق کی تلاش کرنا ہوتی ہے بلکہ ان کی توضیح و توثیق بھی کرنا ہوتی ہے۔ اگر کوئی محقق کسی صنعت یا سیاسی جماعت کی تاریخ پر کام کر رہا ہو، تو جو حقائق وہ جمع کر رہا ہے، وہ صرف اسی وقت فائدہ مند ثابت ہوں گے، جب وہ ان سے نتائج نکالے گا یعنی ان سے عام اصول وضع کیے جائیں گے کہ ہم ان سے کیا سیکھ سکتے ہیں۔ عام طور پر اعلیٰ درجے کی تحقیق فرضیہ یا عام اصول بنانے کے بغیر نہیں کی جاتی۔ جب محقق معصوم جمع کر لیتا ہے، تو ان کا مطلب کیا ہوتا ہے، ہم ان سے کیا نتائج اخذ کر سکتے ہیں؟ امریکہ میں عام طور پر پی ایچ ڈی کی ڈگری فرضیہ کے بغیر صرف حقائق کی جمع آوری پر نہیں دی جاتی۔“
- ۳۔ ”مختصر طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تحقیقی مطالعات فرضیہ کے بغیر کیے جاسکتے ہیں، لیکن یہ بڑے تحقیقی مطالعات میں فرضیہ ضروری خیال یا ہوتا ہے۔ تحقیق کا بڑا مقصد حقائق سے نتائج اخذ کرنا ہے نہ کہ صرف ان کی جمع آوری۔“ (۱۶)۔